AL-AHQAQ Recognized by HEC in Y-Category
https://ahqaq.com/index.php/Journal/issue/view/5 ONLINE - ISSN- 3006-595X
Volume.3, Issue.1 (2025) PRINT - ISSN- 3006-5941

تفسیر مکی بن ابی طالب کا منہج واسلوب اور خصائص: تجزیاتی مطالعہ

The Methodology and Style of Imam Ben Abu-Taleb AlQaisi in His Tafsir: An Analytical Study

Dr. Irfan Qaisar

Allama Iqbal Open University, Islamabad, Email. irfan.qaisar@aiou.edu.pk

Dr. Syed Hamid Farooq Bukhari
Head of Department, Department of Islamic studies, University of Gujrat
Email. hamid.farooq@uog.edu.pk

Abstract

The Imam Ben Abu-Taleb AlQaisi (died 437 AH) is a brilliant Imam in different arts, like Tajwid, Quranic Readings, Tafsir (interpretation) and others. Among these arts is the science of Stopping and Starting. He has authored a number of books. Therefore, it was necessary to get to know the stance of this honorable Imam about the science of Stopping and Starting through his writings. One of the most precious and notable ones is his Tafsir that is called AlHidaya Ela Bologh Al-Nihaya (guidance to ensure the attainment of the end). The research aims to shed light on the personality of the Imam, the scholar, the researcher, the gnostic, the master of reciters and masters of Tajweed. Imam Makki continued to teach the Holy Quran until the last days of his life, during which time he died in Andalusia. Imam Makki is a leader in the art of recitation, the art of Tajweed, and Ulom – Tafsir. This research paper discusses qualities, writings, his contributions to religious sciences of Imam Makki bin abi Talib, as well as the methodology, style, distinctions, and characteristics of his interpretation. It is to be believed that through this research paper, scholars will have the opportunity to know your academic contributions, acknowledge them, and benefit from these academic efforts.

Keywords: Imam Ben Abu-Taleb AlQaisi, Al-Quran,al-Hidāyah ilá bulūgh al-nihāyah. al-juz' al-tāsi' Tafsir, Interpretation

مولف کا تعارف

آپ کا اسم گرامی مکی بن ابی طالب بن محمد بن مختار القیسی ابو محمد القیروانی القرطبی[i]

امام مکی بن ابی طالب کی پیدائش قیران میں ۳۵۵ھ (۹۶۶ عیسوی)، شعبان کے مہینے میں ہوئی۔ آپ کی پرورش اور ابتدائی تعلیم بھی آپ نے اپنی آبائی علاقے میں حاصل کی۔ ابتدائی تعلیم کے حصول کے بعد آپ اندلس منتقل ہوگئے اور اندلس کے مشہور شہر قرطبہ میں سکونت اختیار کی۔[ii] امام ذھبی نے آپ کو حفاظ القرآن الکریم کے دسویں طبقہ کے علماء میں شامل کیا ہے۔[iii]

علمی اسفار

امام مکی نے علمی پیاس بجھانے کے لیے اپنی تعلیمی زندگی کا آغاز ۱۳ سال کی عمر میں کیا۔ آپ کا پہلا علمی سفر شہر مصر کی طرف تھا۔ امام مکی کو ابتدائی طور پر قراءات سے دلچسپی تھی اس لیے آپ نے علم قراءات پوری محنت اور توجہ سے سیکھی اور پھر اپنی آبائی گاوں قیروان کی طرف واپس چلے گئے۔ اس دوران امام نے علم ریاضی اور دیگر سائنسی علوم بھی حاصل کیے مگر ان علوم کی طرف سرسری توجہ کے بعد دوبارہ علم قراءات کی طرف متوجہ ہوگئے۔ آپ نے ایک بار پھر مصر کی طرف روانگی اختیار کی اور اس دوران علم قراءات کی تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ آپ نے قرآن کریم حفظ کرلیا۔ پھر آپ ۳۸۷ھ کو قیروان میں رہ کر علم قراءات کی تعلیم و تعلم کی طرف مشغول رہے۔[iv]

امام مکی بن ابی طالب نے ۳۹۰ھ تک چار حج کیے اور مکہ مکرمہ اور اس کے گردونواح کے قراء حضرات سے علم قراءات میں مہارت تامہ حاصل کی۔ مکہ مکرمہ سے ایک بار پھر شہر مصر کی طرف ہجرت کی۔ آپ ۳۹۲ھ میں مصر پہنچے اور وہاں کچھ قراء حضرات سے قرآن کریم کے علوم حاصل کیے۔

اسی سال رجب کے مہینے میں آپ اندلس واپس آئے اور پھر ۳۹۳ھ میں اندلس کی جامع مسجد الزہرہ کے قاضی یونس بن عبداللہ نے بیماری کے باعث آپ کو اپنی مسند پر علم قراءات کے تعلیم کے لیے نائب مقرر فرمادیا۔ بہت جلدی پورے اندلس شہر میں آپ کا علمی شہرہ پھیل گیا۔ اسی مسجد میں تقریبا ۶ سال تک علم دین کی تدریس میں مشغول رہے۔[v]

اساتذہ

امام مکی نے قیروان میں ابو محمد بن ابی زید، ابوالحسن القادمی، مصر میں علم قراءات کے لیے ابوالطیب عبدالمنعم بن غلبون اور پھر ان کے بعد ان کے بیٹے طاہر سے اور ابوعدی عبدالعزیز سے قراءات ورش حاصل کی۔ اور پھر ابو بکر محمد بن علی الاذقوی اور ان کے ساتھ قراء کی ایک پوری جماعت سے استفادہ کیا۔ جن میں مشہور موسیٰ بن سلیمان اللخمی، ابو بکر محمد بن المفرج اور محمد بن احمد بن مطرف الکنانی شامل ہیں۔[vi]

تلامذہ

امام مکی بن طالب کی علوم القرآن، فن قراءات میں راسخیت نہ صرف اندلس بلکہ دنیائے اسلام میں پھیل چکی تھی۔ آپ سے کثیر علماء نے کسب فیض کیا۔ آپ کے مشہور تلامذہ درج ذیل ہیں:

۱۔ فن قراءات میں محمد بن محمد بن خالد بن احمد بن مہدی الکلائی (م ۴۳۲ھ)

۲۔ سلیمان بن خلف بن سعد الباجی المالکی (۴۷۴ھ)، آپ ادیب اور شاعر تھے۔ فقہ اور حدیث میں بلاد مشرق کا رخ کیا

Recognized by HEC in Y-Category
ONLINE - ISSN- 3006-595X
PRINT - ISSN- 3006-5941

۳۔ محمد بن مکی بن ابی طالب (مولف کے بیٹے)(م ۴۷۴ھ)

۴۔ محمد بن شریح بن احمد بن محمد (م ۴۷۶ھ) آپ مصنف کتب کثیرہ ہیں۔ جن میں الکافی فی القراءات، التذکرہ، اختصار الحجۃ لابی علی فارسی مشہور ہیں۔[vii]

تصانیف

امام مکی کی طویل اور مختصر تصانیف کی تعداد ۸۸ سے زائد ہے[viii]۔ تاہم آپ کی شہرہ آفاق تصانیف درج ذیل ہیں:

۱۔ التبصرة في القراءات السبع

۲۔ الكشف عن وجوه القراءات السبع وعللها وحججها

۳۔ مشكل إعراب القرآن

۴۔ الإبانة عن معاني القراءات

۵۔ تفسير الهداية إلى بلوغ النهاية(تفسيرمكي بن أبي طالب)

۶۔ الرعاية لتجويد القراءة وتحقيق لفظ التلاوة[ix]

امام مکی عربی اور مختلف فنون خصوصاً علوم القرآن میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ آپ مخلوق خدا کے ساتھ رحمدلی اور حسن اخلاق کا معاملہ کرنے والے تھے۔ نہایت مدبر، ذہین اور خانگی اور معاشرتی معاملات کو نہایت خوش اسلوبی سے حل کرنے والے تھے۔ علم قراءات سبعہ اور اس سے متعلق جملہ امور سے مکمل واقفیت رکھتے تھے۔[x] تفسیر قرآن، قرآنی الفاظ کے معانی، نحو، لغت اور فقہ کے امام تھے۔[xi]

محرم الحرام ۴۳۷ھ میں قرطبہ میں وفات پائی۔ قرطبہ کے مشہور قبرستان عریص میں تدفین ہوئی۔ مشہور ہے کہ آپ کی نماز جنازہ میں قرطبہ کے تمام لوگ شریک ہوئے۔[xii]

علم التجوید میں آپ کا مقام و مرتبہ

اس علم میں قرآن حکیم کو صحیح مخارج، حروف اور تلفظ سے حسن ترتیل کے ساتھ تلاوت کرنے کے قواعد پر بحث کی جاتی ہے۔ مسلمانوں نے اسے ایک مستقل فن کی حیثیت دی، اور ہر دور میں اس فن کے ماہرین موجود رہے۔ اس فن کے اولین مصنفین میں موسیٰ بن عبید خاقانی (م ۳۲۵ھ) ہیں، اور اس کے بعد مکی بن ابی طالب (م ۴۳۷ھ) کی 'رعایۃ لتجوید القراءۃ' مشہور تصانیف ہیں۔[xiii]

تفسیر کا تعارف

امام مکی کی تفسیر کا اصل نام الهداية إلى بلوغ النهاية في علم معاني القرآن وتفسيره، وأحكامه، وجمل من فنون علومه ہے۔ مصادرِ کتب تفسیر میں آپ کی اس تفسیر کا بلند رتبہ اور عالی مقام ہے۔ کثیر مصادر تفسیر کے مفسرین نے اس عظیم تفسیر کی طرف رجوع کیا ہے۔ امام مکی کی تفسیر کو علوم عربیہ، علوم القرآن میں علم نافع کی حیثیت حاصل ہے۔ اس لیے کہ آپ اپنی تفسیر میں قرآن کریم کی ایک آیت کی تفسیر دوسری آیت سے، نبی کریم ﷺ کے اقوال مبارکہ سے، سلف میں صحابہ کرام اور تابعین کے اقوال سے کرتے ہیں۔ آپ نے اپنی تفسیر میں انہی اصول تفسیر کو ذکر کرتے ہوئے ایک علمی مقدمہ بھی لکھا ہے۔

امام مکی کی تفسیر کو امہات کتب تفسیر کا درجہ حاصل ہے۔ اسی طرح علم تفسیر میں بھی آپ کی یہ تصنیف علوم نافعہ مثلاً تفسیر قرآن، اصول تفسیر، علم قراءات وغیرہ سے مزین ہے۔ مختلف علماء متقدمین نے اس تفسیر کو علم تفسیر اور اصول تفسیر کا بیش بہا خزانہ قرار دیا ہے۔

ابن جزی (م ۷۴۱ھ) نے امام مکی کی تفسیر کو تفسیر بالماثور کی تفاسیر میں ذکر فرمایا ہے:

وكلما جاء من التفسير عن الصحابة فهو حسن.والطبقة الثانية: التابعون. وأحسنهم كلاما في التفسير الحسن بن أبي الحسن البصري. وسعيد بن جبير ومجاهد مولى ابن عباس. وعلقمة صاحب عبد الله بن مسعود.ثم حمل تفسير القرآن عدول كل خلف، وألف الناس فيه ...وأما أهل المغرب والأندلس فصنف القاضي منذر بن سعيد البلوطي كتابا في غريب القرآن وتفسيره. ثم صنف المقرئ أبو محمد مكي بن أبي طالب كتاب الهداية في تفسير القرآن.[xiv]

امام قاضی عیاض المالکی نے بھی امام مکی کی اس تفسیر کو جلیل القدر اور اعلی مرتبت تصانیف میں ذکر کیا ہے، لکھتے ہیں:

وصنف تصانيف جليلة في علوم القرآن، وغير ذلك. ومن أشرف تصانيفه كتاب الهداية في التفسير[xv]

علامہ شہاب الدین المقری (م ۱۰۴۱ھ) اس تفسیر کے فوائد میں امام حزم کا قول نقل کرتے ہیں:

أما القرآن فمن أجل ما صنف في تفسيره كتاب " الهداية إلى بلوغ النهاية " في نحو عشرة أسفار، صنفه الإمام العالم الزاهد أبو محمد مكي بن أبي طالب القرطبي ، وله كتاب " تفسير إعراب القرآن "، --- وكانت وفاته سنة ٤٣٧، ولأبي محمد بن عطية الغرناطي في تفسير القرآن الكتاب الكبير الذي اشتهر وطار في الغرب والشرق، وصاحبه من فضلاء المائة السادسة.[xvi]

تفسیر کا اسلوب

امام مکی قرآن کریم کی تفسیر کرتے ہوئے تفسیر بالماثور پر اعتماد کرتے ہیں۔ آپ کی تفسیر میں اکثر مقامات پر یہی اسلوب رائج ہے۔ آپ تفسیر قرآن کے اسی اصول اول کو راجح اور صحیح ترین طریقہ تفسیر قرار دیتے ہیں۔ آپ سورتوں کو مختلف حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ آیات قرآنیہ کی تفسیر کئی ایک مقامات پر ایک ہی مضمون کی آیات کو یکجا کر کے کرتے ہیں۔ بعض مقامات پر آیت کریمہ کا ابتدائی حصہ ذکر کرتے ہیں اور پھر آیت کے آخری حصے کو ذکر کر کے اس کی تفسیر کرتے ہیں۔ اشتقاق لغت اور لغوی اصطلاحات کے ساتھ زیادہ توجہ فقہی مسائل کی توضیح میں صرف کی ہے، اور خاص طور پر مالکی مسلک کی ترجیح کے عقلی و نقلی دلائل پیش کئے ہیں

آیات کی تفسیر و تشریح کے لیے تفسیر بالماثور پر اعتماد کرتے ہیں۔ اس طرح آپ آیت قرآنی کی تفسیر دوسری آیت کریمہ سے یا سنت رسول ﷺ سے کرتے ہیں۔ آپ صحابہ کرام اور تابعین کے اقوال کو جابجا ذکر کرتے ہیں۔ اسی طرح آیات میں قراءات، اسباب نزول، ناسخ و منسوخ، مکی مدنی اور اعراب کی مختلف حالتوں کو بھی ذکر کرتے ہیں۔ قرآن کریم کے غریب اور مشکل الفاظ کی تشریح لغت عرب سے کرتے ہیں۔

کئی ایک مقامات پر مختلف علماء کے اقوال کو ذکر کر کے ان کے درمیان راجح اور مرجوح قول کا ذکر بھی کرتے ہیں۔ اور کسی ایک قول کو بغیر تفصیل اور اطناب کے ترجیح بھی دیتے ہیں۔

تفسیر میں آپ احادیث مبارکہ بغیر اسناد کے ذکر کرتے ہیں۔اور احادیث نبوی ﷺ ذکر کرتے وقت مختلف الفاظ استعمال کرتے ہیں جن میں روی، یروی، وفی الحدیث، عن النبی ﷺ، قال ﷺ ۔ کبھی امام مکی حدیث کو ذکر کرکے اس کے صحیح، ضعیف یا موضوع ہونے کا بھی ذکر کرتے ہیں۔

امام مکی کبھی بغیر کسی قول کو ترجیح دیئے تمام اقوال ذکر کر دیتے ہیں۔ آیات میں مختلف قراءات، معانی کی وضاحت میں اختلاف، مسائل نحویہ کو دلائل کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔

خصوصیات تفسیر

امام مکی سے پہلے اور بعد میں بھی علوم القرآن پر اندلس میں کثیر تعداد میں کام ہوا ہے۔ آپ سے پہلے تفسیری ادب میں جو مشہور تفاسیر لکھی گئیں اور جن کا تعلق اندلس سے تھا ان میں بقی بن مخلد، تفسیر ابن حیان، تفسیر ابن عطیہ، تفسیر ابن العربی، تفسیر القرطبی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

تفسیر القرآن بالقرآن

امام مکی قرآن کریم کی تفسیر کرتے ہوئے تفسیر القرآن بالقرآن پر اعتماد کرتے ہیں۔ آپ کی تفسیر میں سب سے پہلے تفسیر کا یہی طریقہ رائج ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ سب سے راجح ترین طریقہ تفسیر اسی اصول یعنی تفسیر القرآن بالقرآن کو قرار دیتے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

وَ عَادًا وَّ ثَمُوْدَاۡ وَ قَدْ تَّبَیَّنَ لَکُمْ مِّنْ مَّسٰکِنِهِمْ ؕ-وَ زَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِیْلِ وَ کَانُوْا مُسْتَبْصِرِیْنَ [xvii]

اور عاد اور ثمود کو ہلاک فرمایا اور تمہیں ان کی بستیاں معلوم ہو چکی ہیں اور شیطان نے اُن کے کرتوت ان کی نگاہ میں بھلے کر دکھائے اور انہیں راہ سے روکا اور اُنہیں سوجھتا تھا

امام مکی اس آیت کی تفسیر سورۃ النمل کی دوسری آیت سے کرتے ہیں:

المعنى: كانوا قد عرفوا الحق من الباطل .فهو مثل قوله تعالى ذكره: وَجَحَدُواْ بِهَا واستيقنتهآ أَنفُسُهُمْ [xviii](اور اُن کے منکر ہوئے اور اُن کے دلوں میں ان کا یقین تھا ظلم اور تکبر سے) [xix]

تفسیر القرآن بالحدیث

مؤلف کا دوسرا تفسیری اصول قرآن کریم کی آیات کی تفسیر احادیث نبویہ سے کرنا ہے۔ آپ قرآن کریم کے الفاظ کے احادیث کے الفاظ سے تشریح کرتے ہیں اور ان کا معنی متعین کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ آیت کی تفسیر احادیث مبارکہ سے کرتے ہوئے ان کی فقہی احکام بھی بیان کرتے ہیں۔

وَ لَیَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَ اَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ٘-وَ لَیُسْــٴَـلُنَّ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عَمَّا کَانُوْا یَفْتَرُوْنَ [xx]

اور بیشک ضرور اپنے بوجھ اُٹھائیں گے اور اپنے بوجھوں کے ساتھ اور بوجھ اور ضرور قیامت کے دن پوچھے جائیں گے جو کچھ بہتان اٹھاتے تھے

آیت کریمہ کی تفسیر میں حدیث مبارکہ ذکر کرتے ہیں:

من دعا إلى ضلالة كُتبَ عليه وزرها ووِزرُ من عَمِل بها ولا يَنْقُصُ منه شيء[xxi]

"جس شخص نے ہدایت کی دعوت دی اسے اس ہدایت کی پیروی کرنے والوں کے اجر کے برابر اجر ملے گا اور ان کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔

تفسیر القرآن باقوال الصحابہ والتابعین

امام مکی صحابہ کرامؓ اور تابعین سے کثیر تعداد میں تفسیری روایات ذکر کرتے ہیں۔ آپ حضرت علیؓ، حضرت عائشہؓ، عبداللہ بن عمرؓ، ابوھریرہؓ، ابن مسعودؓ، ابن عباسؓ، سعید بن جبیرؒ، مجاہد، حسن بصری وغیر ہم سے تفسیری روایات لیتے ہیں۔

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ

نماز قائم رکھو سورج ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک

دلوک شمس سے کیا مراد ہے۔ آپ دلوک کا معنی اس طرح لکھتے ہیں:

فقال علي بن أبي طالب "دلوكها غروبها ." وهو قول ابن مسعود.وروي عن ابن عباس " :دلوكها زوالها ." وقاله ابن عمر وأبو هريرة.

حضرت علیؓ بن ابی طالب نے فرمایا کہ دلوک سے مراد غروب آفتاب ہے اور ابن مسعود کا بھی یہی قول ہے۔ جب کہ ابن عباس فرماتے ہیں دلوک سے مراد زوال آفتاب ہے۔ ابن عمر اور ابو ھریرہ نے بھی اسی قول کی پیروی کی ہے۔

علوم القرآن میں مہارت

امام مکی کی قرآنی علوم میں مہارت تامہ کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ نے نہ صرف علوم القرآن پر قیمتی کتب لکھیں بلکہ علوم القرآن کی انتہائی اہم فنون علم قراءات، ناسخ ومنسوخ اور اعجاز قرآن پر سب سے پہلے آپ نے ہی کتب تصنیف فرمائیں۔

علم قراءات

ائمہ قراء کے نزدیک امام مکی بن ابی طالب کا ایک خاص مقام ہے۔ کوئی بھی قاری آپ کی کتب اور فنون سے استفادہ کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ خصوصاً علمائے اندلس اور قراء اندلس سے علوم القرآن اور فن قراءات میں آپ کے ہمیشہ محتاج رہیں گے۔ علم تجوید و قراءت کی ایک شاخ علم معرفۃ الوقف والابتداء ہے، جو بتاتی ہے کہ کہاں وقف کرنا چاہیے اور کہاں تلاوت کی ابتداء کرنی چاہیے۔ غلط مقام پر وقف سے متن کا سمجھنا مشکل یا مفہوم میں تبدیلی آسکتی ہے۔ ابن ندیم کے بقول اس پر نافع بن عبد الرحمن (م۱۶۹ھ)، مکی بن ابی طالب (م۳۰۹ھ)، الزجاج نحوی (م۳۱۰ھ) اور ابو بکر انباری (م۳۲۷ھ) کی تصانیف اہم ہیں۔[xxii]

قرآن کریم کے وہ الفاظ جن میں مختلف قراءات کا احتمال موجود ہے۔ آپ ان کے معانی بیان کرتے ہوئے ان کے ہر وجوہ اعراب کو بیان کرتے ہیں۔

کلام عرب سے استدلال

قرآن کریم کا نزول عربی زبان میں ہوا۔ اور تفسیر قرآن کا ایک طریقہ کلام عرب سے استدلال کا بھی ہے۔ اصول تفسیر میں صحابہ کرام اور تابعین کے نزدیک ایک یہ بھی اصول بھی تھا۔ کوئی بھی مفسر قرآن کریم کی تفسیر میں کلام عرب، قواعد عربیہ، بلاغت عرب اور اشتقاق، وغیرہ سے مستغنی نہیں ہو سکتا۔ امام مکی عربی زبان کے نہایت جید اور متبحر عالم تھے۔ آپ کی تفسیر میں زیادہ تر اسی اصول کو مد نظر رکھا گیا

ہے۔ آپ نحو اور ادب کے ائمہ کرام میں سے زجاج، فراء، اخفش کے اقوال زیادہ ذکر کرتے ہیں۔ اگر اس کے علاوہ کوئی ایسا قول ملے جس کے بارے میں کوئی ثبوت نہ ملے سکے تو آپ اس قول کو مجہول الفاظ کے ساتھ (قيل، روي، ذكر) کہہ کر ذکر کرتے ہیں۔ اس کے ثبوت چند مثالوں سے واضح ہوتا ہے:

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِۚ-فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ﳲ وَ مَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًاۙ[xxiii]

مسلمانوں میں کچھ وہ مرد ہیں جنہوں نے سچا کر دیا جو عہد اللہ سے کیا تھا تو اُن میں کوئی اپنی منت پوری کر چکا اور کوئی راہ دیکھ رہا ہے اور وہ ذرا نہ بدلے

امام مکی لکھتے ہیں نحبہ کا معنی لکھتے ہیں:

وأصل النحب في كلام العرب النذر، ثم يستعمل في الموت والخطر العظيم، وقيل: النحب: العهد.[xxiv]

نحب کا اصلی معنی نذر کے ہیں۔ پھر یہی لفظ موت، بڑے خطرہ کے لیے بولا جانے لگا ہے۔ اور ایک ضعیف قول کے مطابق نحب کا معنی "عہد" کے ہیں۔

امام مکی کے استدلال سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو علوم عربیہ میں کس قدر مہارت اور عربی الفاظ کے معانی اور اشتقاق پر کس عبور تھا۔

سورۃ الشعراء میں:

فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِی الْمَدَآىٕنِ حٰشِرِیْنَ[xxv]

اب فرعون نے شہروں میں جمع کرنے والے بھیجے۔

أي :جامعين يجمعون الناس لطلب موسى ومن معه، والمدائن يجوز أن يكون مفاعل ويكون همزها سماعاً على غير أصل، فتكون مشتقة من دان يدين. ويجوز أن يكون فعائل، ويكون همزها على الأصل وتكون مشتقة من مدن، وهذا أحسن من الأول[xxvi]

حاشرین کا معنی جامعین ہے یعنی جمع ہونے والے۔ فرعون اور اس کے ساتھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تلاش میں جمع ہوئے۔ اور لفظ مدائن کو اگر مفاعل پر مانا جائے تو یہ جائز ہے۔ اس صورت میں اس کا ہمزہ سماعی ہو گا یعنی ہمزہ غیر اصلی ہے۔ پس اس صورت میں مدائن دان یدین سے مشتق ہے۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ یہ فعائل کے وزن پر ہو تو اس صورت میں ہمزہ اصلی ہو گا۔ اب یہ مدن سے مشتق مانا جائے گا۔ لیکن پہلی صورت زیادہ بہتر ہے۔

اس آیت کریمہ میں بھی مدائن کے مشتقات کو امام مکی نے تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اور اس پر مزید یہ کہ اس میں اصح قول کی جانب بھی رہنمائی فرمائی ہے۔

سورۃ لقمان میں ہے

وَاِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۭ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ[xxvii]

خشکی کی طرف لے آتا ہے سو بعضے تو ان میں اعتدال پر رہتے ہیں. اور ہماری آیتوں کے بس وہی لوگ منکر ہوتے ہیں جو بدعہد اور ناشکر ہیں۔

اس آیت کریمہ میں آپ ختر کا معنی (أشد الغدر) (بہت بڑا عہد سے غداری کرنے والا) سے کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ ختر کا یہی معنی اہل عرب میں معروف ہے۔

یہاں یہ ذکر کرنا فائدے سے خالی نہ ہو گا کہ امام مکی سے پہلے مفسر، ادیب اور شعراء جنھوں نے قرآنی الفاظ کی تشریح و تفسیر میں سہو کیا ہے۔ امام مکی اس کا مکمل محاکمہ کرتے ہیں۔ قرآنی الفاظ کے معانی اور مطالب میں آپ سے پہلے آپ کی نظر میں جن سے سہو ہوا ہے، آپ اپنی تفسیر میں اس کا رد کرتے ہیں۔ جو قول آپ کو کلام عرب کے موافق ملے اس کو قبول کر لیتے ہیں۔ بہت سارے اقوال جو ایک ہی لفظ کی تعیین میں ہوں اس میں راجح قول کو بھی ذکر کرتے ہیں۔ اسی خصوصیت اور انفرادیت کے پیش نظر امام مکی کی تفسیر کو ایک خاص مقام اور مرتبہ نصیب ہوا ہے۔

قرآنی الفاظ کی نحوی تشریح میں آپ حد درجہ طوالت اختیار نہیں، بقول موئف قرآن کریم کی تفسیر کرتے ہوئے ہم نے سیاق کلام کو مدنظر رکھتے ہوئے لغوی، نحوی اور صرفی تشریح کی ہے اس لیے کہ موئف کی کتاب شرح مشکل الاعراب میں اس کی تفصیل بیان کر دی گئی ہے۔ [xxviii]

اسرائیلی روایات

موئف اپنی تفسیر میں صرف سیرت رسول ﷺ سے متعلق واقعات ذکر نہیں کرتے بلکہ اس کے ساتھ اکثر مقامات پر تاریخی واقعات کو بھی ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ موئف سے پہلے جن مفسرین نے اپنی تفاسیر میں اسرائیلی روایات کو جگہ دی ہے موئف بھی ان کی اتباع میں اسرائیلی روایات کو ذکر کرتے ہیں۔ قرآن کریم میں جہاں انبیاء علیہم السلام یا دیگر اقوام کے قصص وارد ہوئے ہیں ان میں موئف نے اسرائیلی روایات کو بھی جگہ دی ہے۔ بعض مقامات پر سابقہ مصادر سے اسرائیلی روایات کو بغیر کسی نقد و جرح کے ذکر کر دیتے ہیں۔

امام مکی کے سامنے تفسیر کی تالیف کے دوران جتنے بھی مصادر تفسیر تھے ان میں سے جن میں بھی اسرائیلی روایات موجود تھیں موئف نے من و عن ان کو اپنی تفسیر میں بغیر نقد و جرح کے ذکر کیا ہے۔ ان مصادر تفسیر میں بنیادی مصدر تفسیر الطبری ہے۔ لیکن جس طرح امام الطبری تفسیری روایات کو اسناد کے ساتھ ذکر کرتے ہیں اس طرح امام مکی نہیں کرتے بلکہ اسرائیلی روایات کو بغیر سند کے ذکر کر دیتے ہیں۔

امام مکی اسرائیلی روایات پر نقد و جرح کیے بغیر اس کو نقل کر دیتے ہیں۔

فقہی احکام

امام مکی جب آیات الاحکام کی تفسیر کرتے ہیں تو فقہی احکام ذکر کرتے ہوئے فقہاء صحابہ اور فقہاء تابعین کے اقوال ذکر کرتے ہیں۔ اور کبھی ان دونوں طبقات کے بعد آنے والے فقہاء کے اقوال ذکر کرتے ہیں۔ آپ کا تعلق فقہ مالکی سے ہے۔

شان نزول

مولف آیات کی تفسیر میں اسبابِ نزول ذکر کرتے ہیں اور اس سلسلے میں کبھی ایسے اقوال بھی ذکر کرتے ہیں جو تاریخی نوعیت کے ہیں۔

نتائج بحث

۱۔ فن قراءات میں امام مکی کو امام کا درجہ حاصل ہے۔ علوم القرآن میں آپ کی حیثیت سند کی ہے۔ آپ فقیہ، ادیب اور مختلف علوم وفنون میں ماہر تھے۔

۲۔ آپ کا زیادہ تر علمی کام علوم القرآن سے متعلق ہے۔

۳۔ امام مکی نے علمی اسفار کیے۔ آپ کے علمی اسفار مصر، حجاز مقدس، اندلس کی طرف تھے۔ اس دوران آپ نے مختلف ادباء اور قراء حضرات سے علوم وفنون سیکھے۔ آپ قرطبہ کی جامع مسجد میں ایک جماعت سے علم قراءات حاصل کی۔ پھر آپ نے قرآن کریم کے علوم میں بھی مہارت تامہ حاصل کی۔

۴۔ امام مکی قرآن کریم کی تفسیر جمہور سلف کی اتباع میں کرتے ہیں۔ آپ صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین کے اقوال کو تفسیر کا حصہ بناتے ہیں۔ پھر آپ وہ تفسیری اقوال نقل کرتے ہیں جن پر قرون اولی میں صحابہ کرام، تابعین یا تبع تابعین کا اجماع منعقد ہو چکا ہو۔

۵۔ جن آیات کی تفسیر میں اختلاف ہو اس کے حل کے لیے آپ اجماع اور جمہور کا قول نقل کرتے ہیں، اس طرح آپ اختلافی مسائل کو جمہور کے اقوال سے حل کرتے ہیں۔

۶۔ وہ آیات جن کی تفسیر میں جمہور سے اختلاف کیا گیا ہے اس کو رد نہ صرف کر دیتے ہیں بلکہ ایسے اقوال کو شذوذ، غریب، بعید اور اجماع سے خروج کہہ کر رد کرتے ہیں۔

۷۔ امام مکی خود تفسیر، فقہ، لغت میں مجتہد ہیں۔

مصادر ومراجع

[i]۔ محسین، محمد سالم، معجم حفاظ القرآن عبر التاریخ، بیروت، دار الجیل، ۱۹۹۲، رقم الترجمہ: ۱۳۷

[ii]۔ الزرکلی، خیر الدین، الاعلام، بیروت، دار العلم للملایین، ص ۲۸۶

[iii]۔ الذھبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان، سیر اعلام النبلاء، بیروت، موسسۃ الرسالۃ، ص ۸۶۳

[iv]۔ معجم حفاظ القرآن عبر التاریخ، رقم الترجمہ: ۱۳۷

[v]۔ ایضاً، رقم الترجمہ: ۱۳۷

[vi]۔ الزرکلی، خیر الدین، الاعلام، ص ۲۸۷

[vii]۔ الذھبی، شمس الدین، معرفۃ القراء الکبار، دار التراث العربی، بیروت، ۱۴۱۱ھ، ص ۲۸۱

Recognized by HEC in Y-Category
ONLINE - ISSN- 3006-595X
PRINT - ISSN- 3006-5941

---

viii۔ ابن خلکان، شمس الدین احمد بن ابراہیم، وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان، بیروت، دار صادر، ص ۴۸۴(امام ابن خلکان نے آپ کی ۸۸ سے زائد تصانیف کی فہرست ذکر کی ہے۔)

ix۔ معجم حفاظ القرآن عبر التاریخ، رقم الترجمہ:۱۳۷

x۔ ترتیب المدارک وتقریب المسالک، ص۷۳۹

xi۔ ایضاً، ص ۷۴۰

xii۔ سیر اعلام النبلاء، ص۸٦٦

xiii۔ ابن ندیم، الفہرست، مطبعہ رحمانیہ۔ مصر ۱۳۴۸ھ، ص ۵۰۔

xiv۔ ابن جزی، محمد بن أحمد بن محمد بن عبد اللہ، التسھیل لعلوم التنزیل، بیروت، دار ارقم بن ابی ارقم، ص ۱۵

xv۔ قاضی عیاض، عیاض بن موسی، ترتیب المدارک وتقریب المسالک لمعرفۃ أعلام مذھب مالک، لیبیا، دار مکتبۃ الفکر، ص ۳۸۷

xvi۔ المقری، شھاب الدین أحمد بن محمد المقري التلمساني، نفح الطیب من غصن الأندلس الرطیب، بیروت، دار صادر، ص ۱۷۹

xvii۔ سورۃ العنکبوت:۳۸:۲۹

xviii۔ سورۃ النمل:۱۴:۲۷

xix۔ الھدایہ الی بلوغ النھایہ، ص ۲۷۴

xx۔ سورۃ العنکبوت:۱۳:۲۹

xxi۔ القشیری، محمد بن مسلم بن الحجاج، الجامع الصحیح المسلم، کتاب العلم، باب من سن سنۃ حسنۃ اوسیئۃ و من دعا إلی ھدی اوضلالۃ، ٦۹۸۰

xxii۔ ابن ندیم، الفہرست، مطبعہ رحمانیہ۔ مصر ۱۳۴۸ھ، ص ۵۰۔

xxiii۔ سورۃ الاحزاب:۲۳:۳۳

xxiv۔ الھدایہ الی بلوغ النھایہ، ص ۵۸۱۵

xxv۔ سورۃ الشعراء:۵۳:۲٦

xxvi۔ الھدایہ الی بلوغ النھایہ، ص ۵۲۹۹

xxvii۔ سورۃ لقمان:۳۲:۳۱

xxviii۔ دیکھیے: مقدمہ الھدایہ الی بلوغ النھایہ، ص ۷۲